



السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایسا گھمن صاحب نے اپنی ایک تقریر میں کہا ہے کہ البحدیث جو ہیں وہ منسوخ روایات پر عمل کرتے ہیں اور ہم دہلوی ناسخ روایات پر عمل کرتے ہیں۔

اور وہ ایک قاعدہ وقانون بتاتے ہیں کہ محدثین کرام رحمہم اللہ اجماع اپنی احادیث کی کتابوں میں پہلے منسوخ روایات کو یا اعمال کو لائے ہیں پھر انھوں نے ناسخ روایات کو جمع کیا ہے۔ کیا واقعی یہ بات درست ہے؟ اور وہ مثال دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ محدثین نے اپنی کتابوں میں پہلے رفع یدین کرنے کی روایات ذکر کی ہیں یعنی رفع الیدین منسوخ ہے اور رفع الیدین نہ کرنا ناسخ ہے اسی طرح محدثین نے پہلے فاتحہ خلف الامام پڑھنے کی روایات ذکر کی ہیں پھر امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کی روایات ذکر کی ہیں اہل حدیث منسوخ روایات پر عمل کرتے ہیں اور ہم ناسخ پر۔

کیا ایسا گھمن صاحب نے جو قاعدہ وقانون بیان کیا ہے وہ واقعی محدثین جمہور کا قاعدہ ہے اور دہلویوں کا اس قانون پر عمل ہے اور اہل حدیث اس قانون کے مخالف ہیں؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔ (خرم ارشاد محمدی۔ دولت نگر)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد

گھمن صاحب کی مذکورہ کئی وجہ سے غلط ہے تاہم سب سے پہلے تعویب محدثین کے سلسلے میں دس (10) حوالے پیش خدمت ہیں۔

:- امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا 1

"باب من لم یأجرب بسم اللہ الرحمن الرحیم"

(سنن ابی داؤد: ص 122 قبل ح 782)

اس کے بعد امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرا باب باندھا

(باب من جہر بہا) (سنن ابی داؤد: ص 122 قبل ح 786)

یعنی امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم عدم جہر (سرانی الصلوٰۃ) والا باب لکھا اور بعد میں بسم اللہ بالجہر والا باب باندھا تو کیا گھمن صاحب اور ان کے ساتھی اس بات کے لیے تیار ہیں کہ سرّاً بسم اللہ کو منسوخ اور جہراً بسم اللہ کو ناسخ قرار دیں؟ اور اگر نہیں تو پھر ان کا اصول کہاں گیا؟

تنبیہ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ترک جہر کا پہلے اور جہر کا باب بعد میں باندھا ہے۔

(دیکھئے سنن الترمذی (ص 67-28) قبل ح 244-245)

:- امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا 2

(باب ما جاء فی الوتر ثلاث) (سنن الترمذی ص 122 قبل ح 459)

(پھر بعد میں "باب ما جاء فی الوتر برکۃ" کا باب باندھا۔ (سنن الترمذی قبل ح 461)

"کیا گھمن صاحب اپنے خود ساختہ قاعدے وقانون کی رو سے تین و ترک منسوخ اور ایک و ترک ناسخ سمجھ کر ایک و ترک پڑھنے کے قائل و فاعل ہو جائیں گے؟

:- امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے کعبہ کی طرف پیشاب کرنے کی ممانعت والا باب باندھا 3

(باب فی الشی عن استقبالی القبۃ بغائط أو بول) (سنن ابن ماجہ ص 48 قبل ح 317)

(اور بعد میں "باب الرخصة في ذلك في الكنية وإباحة دون الصحاري" یعنی صحراء کے بجائے بیت الخلاء میں قبلہ رخ ہونے کے جواز کا باب باندھا۔ (سنن ابن ماجہ ص 49 قبل ح 322)

کیا گھمن صاحب قبلہ رخ پشتاب کرنے کی ممانعت کو اپنے اصول کی وجہ سے منسوخ سمجھتے ہیں۔؟

۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے رکوع میں ذکر (یعنی تسبیحات) کے کئی باب باندھے۔ مثلاً 4

(باب الذكر في الركوع" (سنن النسائي ص 144 قبل 1047"

: اور بعد میں باب باندھا

(باب الرخصة في ترك الذكر في الركوع" (سنن النسائي ص 145 قبل 1054"

"کیا گھمن قاعدے کی رو سے رکوع کی تسبیحات پڑھنا بھی منسوخ ہے؟

:۔ امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز میں ہاتھ باندھنے کا باب درج ذیل الفاظ میں لکھا 5

(وضع اليدين على الشمال" (مصنف ابن ابی شیبہ 1/390 قبل 3933"

(اور بعد میں "باب من كان يرسلي يديه في الصلاة" یعنی نماز میں ہاتھ چھوڑنے کا باب باندھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج 1 ص 391 قبل 3949

ان دونوں بابوں میں سے کون سا باب گھمن صاحب کے نزدیک منسوخ ہے؟ پہلا یا بعد والا؟ کیا خیال ہے اب دیکھیں حضرات ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھا کریں گے یا ایساں گھمن صاحب کے اصول کو بھی دریا میں پھینک دیں گے؟

:۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنے سے منع والا باب باندھا 6

(انتهى عن الصلاة بعد العصر" (سنن النسائي ص 78 قبل 567"

(اور بعد میں "الرخصة في الصلاة بعد العصر" یعنی عصر کے بعد نماز (نوافل) کی اجازت کا باب باندھا۔ (سنن النسائي ص 79 قبل 574

"کیا گھمن صاحب کے اصول سے نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنے سے ممانعت والی حدیث منسوخ ہے؟

:۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے تین تین دفعہ اعتنائے وضوء دھونے کا باب باندھا 7

(باب الوضوء ثلاثاً ثلاثاً" (سنن أبي داود ص 29 قبل 135"

: اور بعد میں ایک دفعہ اعتنائے وضوء دھونے کا باب باندھا

(باب الوضوء مرة مرة" (سنن أبي داود ص 30 قبل 138"

کیا وضوء کرتے وقت تین تین دفعہ اعتنائے وضوء دھونا منسوخ ہے؟ اگر نہیں تو پھر گھمن صاحب کا قاعدہ کہاں گیا۔؟

:۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے مسجدوں کی دعا (تسبیحات) کے کئی باب باندھے۔ مثلاً 8

(عدد تسبیح في السجود" (سنن النسائي ص 157 قبل 1136"

(اور بعد میں : "باب الرخصة في ترك الذكر في السجود" یعنی مسجدوں میں ترک ذکر (ترک تسبیحات) کی رخصت (اجازت) کا باب۔ (سنن النسائي ص 157 قبل 137

"کیا گھمن قاعدے وقانون کی رو سے مسجدوں کی تسبیحات بھی منسوخ ہیں؟

"۔ امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے "لاجمعة ولا تشریق الا في مصر جامع 9

(کا باب باندھ کر وہ روایات پیش کیں۔ جن سے بعض لوگ یہ استدلال کرتے ہیں کہ گاؤں میں جمعہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (2/101 قبل 5059

اور انھوں نے بعد میں : "من كان يري الجمعة في القرى وغيرها" جو شخص گاؤں وغیرہ میں جمعہ کا قائل ہے کا باب باندھ کر وہ صحیح روایات پیش کیں، جن سے گاؤں میں نماز جمعہ پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 101-102 قبل ح 5068)

کیا گھمن صاحب اور ان کے ساتھی اپنے نرالے قاعدے کی "لاج" رکھتے ہوئے گاؤں میں نماز جمعہ کی مخالفت تمام روایات کو منسوخ سمجھتے ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں اور ان کا قاعدہ کہاں گیا؟

" :- امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ میں چار تکبیروں کا باب باندھا 10

"ما قالوا فی التکبیر علی الجنائز من کبر أربعاً"

(مصنف ابن ابی شیبہ 3/299 قبل ح 11416)

: اور اس کے فوراً بعد پانچ تکبیروں کا باب باندھا

"من کان یحبر علی الجنائز خمساً"

(مصنف ابن ابی شیبہ 3/302 قبل ح 11447)

کیا گھمن صاحب کی پارٹی میں کسی ایک آدمی میں بھی یہ جرات ہے کہ وہ اپنے اس گھمنی قاعدے قانون اور اصول کی لاج رکھتے ہوئے جنازے کی چار تکبیروں کو منسوخ اور پانچ کو ناجائز کہہ دے؟

اس طرح کی اور بھی کئی مثالیں ہیں۔ مثلاً امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باب میں سجدہ کرنے سے پہلے گھٹنے زمین پر لگانے والی (ضعیف) حدیث لکھی اور پھر اس کے فوراً بعد دو حدیثیں لکھیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پہلے (دونوں ہاتھ لگائے جائیں۔ دیکھئے سنن النسائی) (ص 150-151 قبل ح 1092، 1091، 1090)

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے آگ پر لگی ہوئی چیز کھانے سے وضو کے ترک کا باب پہلے باندھا ہے اور دوسرے باب میں آگ پر پکا ہوا کھانا کھانے سے وضو ٹوٹنے کی حدیثیں لائے ہیں۔ (دیکھئے سنن ابی داؤد ح 187-193 اور ح 194-195)

معلوم ہوا کہ گھمن صاحب کا مزعومہ قاعدہ قانون اور اصول باطل ہے جس کی تردید کے لیے ہمارے مذکورہ حوالے ہی کافی ہیں اور دہلوی حضرات میں سے کوئی بھی اصول کو من و عن تسلیم کر کے دوسرے ابواب والی مذکورہ روایات کو منسوخ نہیں سمجھتا۔ لہذا اہل حدیث یعنی اہل سنت کے خلاف یہ کوہ ساختہ قاعدہ و اصول پیش کر کے پروپیگنڈا کرنا غلط اور مردود ہے۔ بطور لطیفہ اور بطور عبرت و نصیحت عرض ہے کہ نیموی حنفی صاحب نے مسجد میں دوسری نماز جماعت کے مکروہ ہونے کا باب باندھا

(الاستدلال پہ علی کراہتہ تکرار الجماعۃ فی التہجد) (ہمارا سنن قبل 526)

: اور اس کے فوراً بعد دوسری جماعت کرانے کے جواز کا باب باندھا

(باب ما جاء فی جواز تکرار الجماعۃ فی مسجد) (ہمارا سنن قبل ح 527)

"کیا یہاں بھی گھمن صاحب اور آل گھمن جماعت ثانیہ کی تکرار کے بارے میں دعویٰ کراہت منسوخ اور جواز کو ناجائز سمجھ کر جائز ہونے کا فتویٰ دیں گے؟

ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ ایک اصول و قاعدہ خود بنا کر پھر خود ہی اسے توڑ دیا جائے پاش پاش کر دیا جائے بلکہ "بنیاء متشوّراً" بنا کر ہوا میں اڑا دیا جائے۔ اس طرح سے تو بڑی جگہ نسائی جوتی ہے۔

کیا آل دہلوی میں کوئی بھی ایسا نہیں جو گھمن صاحب کو سمجھائے کہ اپنی اوقات سے پاؤں باہر نہ پھیلائیں اور اپنے خود ساختہ اصولوں کی بذات خود مخالفت نہ کریں؟

ثابت ہوا کہ اہل حدیث (یعنی اہل سنت) منسوخ روایات پر عمل نہیں کرتے لہذا گھمن صاحب نے اپنی مذکورہ تقریر میں خطیبانہ جوش کا مظاہرہ کرتے ہوئے اہل حدیث کے بارے میں غلط بیانی سے کام لیا ہے جسے دوسرے الفاظ میں دروغ گوئی کہا جاتا ہے اور ایسا کرنا شریعت اسلامیہ میں ممنوع ہے۔

: منسوخ روایات پر دہلوی ہندی علماء و عوام کے عمل کی دو مثالیں درج ذیل ہیں

1۔ صبح کی نماز روشنی میں پڑھنا بھی ثابت ہے اور اندھیرے میں پڑھنا بھی ثابت ہے۔

"ایک حدیث میں آیا ہے کہ

"ما صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلاۃ لوقتہ الا حتی یتضحہ اللہ"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات تک آخری وقت میں کبھی نماز نہیں پڑھی۔"

(المستدرک للحاکم 1/190 ح 682 و مسند حسن و صحیح الحاکم علی شرط الشیخین ووافقه الذہبی)

(اس روایت سے معلوم ہوا کہ صبح کی نماز روشنی میں پڑھنا منسوخ ہے۔ نیز دیکھئے الناحی والمنسوخ للحازمی (ص 77) اور میری کتاب ہدیۃ المسلمین (حدیث نمبر 8 ص 26-27)

عام دہلویوں کا عمل یہ ہے کہ وہ رمضان کے علاوہ باقی مہینوں میں نماز فجر خوب روشنی کر کے یعنی منسوخ وقت میں پڑھتے ہیں۔

: ایک روایت میں 2

"وإذا قرأ القرآن فاستمعوا"

(یعنی جب امام قرأت کرے تو تم خاموش ہو جاؤ گے الفاظ آئے ہیں۔ دیکھئے صحیح مسلم (404) ترمذی و السلام: 905)

(چونکہ اس حدیث کے ایک راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے (صحیح مسلم 404 دارالسلام 905)

: اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فاتحہ خلف الامام کا حکم ثابت ہے

(دیکھئے جزء القراءة للبغاري (153 و مسندہ صحیح) آثار السنن (358 و قال و اسنادہ حسن) اور میری کتاب علمی مقالات (ج 2 ص 263)

حنفیوں کا مشہور اصول ہے کہ اگر راوی اپنی روایت کے خلاف فتویٰ دے تو وہ روایت منسوخ ہوتی ہے لہذا اس فتوے کی رو سے "وإذا قرأ القرآن فاستمعوا" والی روایت منسوخ ہے لیکن دہلوی صاحب فاتحہ خلف الامام کے مسئلے پر اپنی کتابوں اور مناظروں میں اس منسوخ حدیث کو بطور حجت پیش کرتے ہیں۔

لے پنے ہی اصول خود توڑ کر پاش پاش کر دینا مذہبی خود کشی کی بدترین مثال ہے۔

: فاتحہ خلف الامام کا منسوخ ہونا تو بہت دور کی بات ہے کسی ایک بھی صحیح حدیث میں صراحت کے ساتھ ساتھ خلف الامام کی مخالفت ثابت نہیں۔ دہلویوں کے پیارے عبدالحی لکھنوی صاحب نے علانیہ لکھا ہے

لم يردني حديث مرفوع صحيح انتهى عن قراءة الفاتحة خلف الإمام وكل ما ذكره مرفوعاً " کسی مرفوع صحیح میں فاتحہ خلف الامام کی ممانعت نہیں آئی لوگوں نے اس بارے میں جو مرفوع روایتیں ذکر کی ہیں ان کی یا تو کوئی اصل نہیں یا وہ صحیح نہیں ہیں۔ (التعليق المجدد ص 101 حاشیہ نمبر 1)

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین فاتحہ خلف الامام کے قائل و فاعل تھے۔ دیکھئے میری کتاب الکواکب الدرية (ص 24-27)

کیا یہ جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین منسوخ پر عمل پیرا تھے؟

حافظ ابن البربر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اور یقیناً علماء کالہماع ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے (سورۃ فاتحہ) پڑھتا ہے اس کی نماز مکمل ہے اس پر کوئی اعادہ نہیں ہے۔

(الاستزکار 2/193، الکواکب الدرية ص 31 نیز دیکھئے میری کتاب نصر الباری فی تحقیق جزء القراءة للبغاري)

نمازیں رفع یدین قبل الركوع و بعدہ کو منسوخ کہنا کئی وجہ سے باطل ہے جس کی تفصیل میری کتاب نور العینین فی اثبات رفع یدین میں دیکھی جاسکتی ہے فی الحال گھمن صاحب کے دعویٰ منوختیت کے ابطال کے لیے دس دلیل اور حوالے پیش خدمت ہیں۔

: - رفع یدین کا متروک یا منسوخ ہونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی ساری زندگی میں کسی ایک نماز کی کسی ایک رکعت میں بھی باسند صحیح و مقبول ثابت نہیں ہے 1

(تنبیہ: اس سلسلے میں امام سفیان ثوری (مدلس) کی عاصم بن کعب سے روایت ان کے "عن" یعنی تہ لیس کی وجہ سے ضعیف ہے: تفصیل کے لیے دیکھئے نور العینین اور الحدیث حضرو: 67)

: - رفع یدین کا منسوخ یا متروک ہونا کسی ایک صحابی سے بھی باسند صحیح و مقبول ثابت نہیں ہے 2

تنبیہ: سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یتیموں صحابیوں میں سے کسی ایک سے بھی ترک رفع یدین ثابت نہیں ہے۔ دیکھئے نور العینین۔

: اب آل دہلوی کے پسندیدہ علماء کے حوالے پیش خدمت ہیں

(- عبدالحی لکھنوی نے دعویٰ منوختیت کو بے دلیل قرار دیا ہے۔ (دیکھئے التعليق المجدد ص 391)

: - انور شاہ کشمیری دہلوی نے کہا 4

"إن الرفع متواتر اسنادا و عملا ولا يشك فيه ولم يفتح ولا حرف منه"

(اور جان لینا چاہیے رفع یدین بلحاظ سند و بلحاظ عمل متواتر ہے، اس میں کوئی شک نہیں یہ منسوخ نہیں ہوا اور اس کا ایک حرف بھی منسوخ نہیں ہوا۔ (نیل الفرقدین ص 22)

یاد رہے کہ یہ قول بطور الزامی دلیل پیش کیا گیا ہے ترک رفع یدین کے سلسلے میں انور شاہ صاحب وغیرہ کے نظریات سے ہم پر رد کرنا غلط ہے۔

(- ابوالحسن سندھی حنفی نے رفع یدین کے منسوخ ہونے کا انکار کیا ہے۔ دیکھئے شرح سنن ابن ماجہ (ج 1 ص 282 تحت ح 5858)

(- بدر عالم میرٹھی نے بھی یہی کہا کہ رفع یدین منسوخ نہیں ہے۔ (البدار الساری 62/255)

:۔ شاہ ولی اللہ دہلوی صاحب نے رفع یدین کے بارے میں فرمایا 7

(اور جو شخص رفع یدین کرتا ہے میرے نزدیک اس شخص سے جو رفع یدین نہیں کرتا لہجھا ہے۔) (حجۃ اللہ الباقیہ اردو ج 1 ص 361 عربی ج 2 ص 10)

معلوم ہوا کہ شاہ ولی اللہ صاحب رفع یدین کو فسخ نہیں سمجھتے تھے۔

سرفراز خان صفدر صاحب نے ایک بریلوی کو مخاطب کر کے لکھا ہے۔ "مفتی صاحب کیا آپ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمان اور عالم دین اور اپنا بزرگ تسلیم کرتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو آپ کو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بات تسلیم کرنا پڑے گی اور اگر آپ ان کی بات تسلیم نہیں کرتے تو آپ کو ان کی عبارت کا صحیح محمل بیان کرنا ضروری ہے کیونکہ جیسے وہ ہمارے بزرگ ہیں ویسے ہی وہ آپ کے بھی بزرگ ہیں۔ (باب جنت: بخواب جنت ص 49)

عرض ہے کہ دہلوی حضرات اپنے تسلیم کردہ بزرگ کی بات تو مان لیں۔

(۔ صوفی عبد الحمید سواتی صاحب نے کہا: "رکوع جاتے وقت اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین نہ کرنا زیادہ بہتر اور کمرے تو جائز ہے۔" (نماز مسنون ص 8349)

معلوم ہوا صوفی عبد الحمید صاحب رفع یدین کو فسخ نہیں سمجھتے تھے۔

رہا ان کا ترک رفع یدین کو زیادہ بہتر کہنا تو یہ ان کی دہلویہ سنت ہے اور اس پر کوئی صحیح دلیل وارد نہیں ہے لہذا زیادہ بہتر والی بات مردود ہے۔

"۔ اشرف علی تھانوی صاحب سے پوچھا گیا۔ "رفع الیدین فی الصلوۃ جائز ہے یا نہیں۔ 9

(تو انھوں نے جواب دیا۔ "جائز ہے جیسا کہ عدم رفع بھی جائز ہے۔" (امداد الفتاوی ج 1 ص 148 سوال نمبر 208)

معلوم ہوا کہ تھانوی صاحب رفع یدین کو فسخ نہیں سمجھتے تھے ورنہ کبھی جواز کا فتویٰ نہ دیتے۔

:۔ رفع یدین اور ترک رفع یدین کے بارے میں محمد منظور نعمانی دہلوی نے کہا 10

(دونوں طریقوں کے جائز اور ثابت ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔" (معارف الحدیث ج 3 ص 265)

عرض ہے کہ ترک تو ثابت نہیں لہذا جائز کس طرح ہوا ہما ہم اس عبارت سے ظاہر ہے کہ نعمانی صاحب کے نزدیک رفع یدین فسخ نہیں ہے۔ احادیث صحیحہ ہمارے صحابہ اور صحابہ اور اپنے تسلیم کردہ اکابر کے مذکورہ حوالوں کے مقابلے میں محمد ایاس گھمن صاحب کا رفع یدین کو فسخ قرار دینا غلط و مردود بھی ہے اور دہلوی اکابر کے خلاف بغاوت بھی ہے۔

(امید ہے کہ آل دہلویہ انھیں سمجھانے کی کوشش کریں گے۔ واللہ اعلم (12/ جون 2010ء)

تنبیہ: (پیلے یا بعد) کے سلسلے میں ہمارے شاگرد سلیم اختر صاحب حفظہ اللہ (کراچی) نے بھی آل دہلویہ (کے عبدالغفار) کا بہترین رد لکھا ہے۔

ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ

جلد 3۔ اصول، تخریج الروایات اور ان کا حکم۔ صفحہ 250

محدث فتویٰ